Dareecha-e-Tahqeeq
دریچۂ تحقیق
ISSN PRINT 2958-0005 ISSN Online 2790-9972
VOL 3, Issue 3
www.dareechaetahqeeq.com dareecha.tahqeeq@gmail.com

ڈاکٹر قمر عباس
صدرِ معلم گورنمنٹ ہائی سکول جلال آباد شمالی، ملتان
ڈاکٹر وجیہہ شاہین
ہائر ایجوکیشن کمیشن، اسلام آباد

حلقہ تصوف کا صاحب نظر محقق، ڈاکٹر طاہر تونسوی

Dr. Qamar Abbas
Principal Govt. High School, Jalalabad Shumali, Multan
Dr. Wajeeha Shaheen
Higher Education Commission, Islamabad

PERSPICACIOUS RESEARCHER OF MYSTICISM, DR. TAHIR TAUNSVI

Dr. Hafeez Ur Rehman Tahir Taunsvi is an eminent and high profile figure of Urdu language and literature. He made great contributions towards Urdu research and criticism. He wrote more than seventy books (compilations and compositions) and above two hundred research articles in this regard. He had keen interest in mysticism and published thirteen remarkable research books and many research essays on Sufism. He has put forth life history, teachings, virtues and uprightness of great saints of Sub-continent. In this article the author has presented an analytical and interpretive study of Dr. Tahir Taunsvi's research work on mysticism. He has also highlighted the brief introduction and importance of his all publications on mysticism.
Keywords: Mysticism, Research, Messenger, Imagination, Comprehension, Promotion, Teachings, Multi-dimensional, Appreciation, Thought and Style, Eternity, Objectivity, Islamic Civilization.

Corresponding Author's Email: qamarabbasrana74@gmail.com

کلیدی الفاظ: تصوف، تحقیق، پیامبر، تخیل، تفہیم، اشاعت، تعلیمات، ہمہ جہت، خراج تحسین، فکر و اسلوب، آفاقیت، معروضیت، اسلامی تہذیب

ڈاکٹر حفیظ الرحمٰن طاہر تونسوی اردو زبان و ادب کی نامور اور ممتاز شخصیت ہیں۔ انہوں نے اردو تحقیق و تنقید کے ضمن میں اہم کارنامے سر انجام دے کر نام پیدا کیا۔ انکی تصانیف و تالیفات کی تعداد ستر سے زائد ہے۔ انہوں نے دو سو سے زائد تحقیقی و تنقیدی مضامین بھی تحریر کیے۔ تصوف ان کی دلچسپیوں کا خاص موضوع ہے۔ اور اس ضمن میں انہوں نے تیرہ اعلیٰ پائے کی کتب اور بہت سے تحقیقی مضامین شائع کیے۔ ان کتب اور مضامین کے ذریعے انہوں نے بر صغیر کے عظیم بزرگانِ دین کی سوانح، تعلیمات اور فضائل و کرامات کو فروغ دیا۔ اس تحقیقی مضمون میں مصنف نے ڈاکٹر طاہر تونسوی کے تصوف پر ہونے والے تحقیقی کارناموں کا تجزیاتی مطالعہ پیش کیا ہے۔ مصنف نے تصوف پر ڈاکٹر طاہر تونسوی کی اہم تصانیف و تالیفات کے تعارف اور اہمیت پر تجزیاتی انداز میں روشنی ڈالنے کی کوشش کی ہے۔ تصوف ڈاکٹر طاہر تونسوی کی تحقیق و تنقید کا اہم موضوع ہے۔ اس کا فطری سبب انکی جنم بھومی تونسہ شریف اور اولیائے تونسہ سے رغبت و عقیدت ہے۔ ڈاکٹر طاہر تونسوی کی شخصیت، طرزِ فکر اور اسلوب پر تصوف کے گہرے اثرات واضح طور پر دیکھے جاسکتے ہیں۔ اس حوالے سے ڈاکٹر شوذب کاظمی لکھتے ہیں:

"ڈاکٹر طاہر تونسوی کے مزاج کو تصوف کے موضوعات و میلانات سے فطری مناسبت ہے جو ان کے بعض شخصی، فکری اور تخلیقی زاویوں میں شروع ہی سے نمایاں رہی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ تحقیق و تنقیدِ ادب کے دیگر شعبوں میں بھی استقامت حال، معروضیت، استناد، بصیرت، اجتہاد، خلوص اور محنت کے جو استعارے ڈاکٹر طاہر تونسوی کے قلمی آثار میں جگمگا رہے ہیں وہ تمام اسی طاہر فضا کا عطیہ ہیں۔"(۱)

ڈاکٹر طاہر تونسوی کی ابتدائی تحریروں میں ہی تصوف کے نقوش و اثرات دیکھے جاسکتے ہیں۔ ان کی ایم۔اے اردو کی تحقیق "ملتان میں اردو شاعری" میں ہی انہوں نے ۱۰۵۴ء کی شعری تصنیف "نور نامے" کو موضوع بنایا اور حضرت بابا فرید گنج شکر، حضرت امیر خسرو، امیر حسن سنجری، حضرت بہاوالدین زکریا ملتانی، ابوالفتح، شیخ علی متقی، علی حیدر ملتانی، حافظ جمال ملتانی اور ایسے ہی دیگر شعراء جنہوں نے صوفیانہ افکار کو موضوع بنایا۔ اُن کے موضوع میں آگئے۔ ۱۹۷۷ء میں رفیق خاور جسکانی کی کتاب "روح فرید" کا مقدمہ تصوف میں اہم ہے۔ اسی طرح انہوں نے ۱۹۹۶ء میں طاہر محمود کوریجہ کی کتاب "خواجہ غلام فرید اور انکا خاندان" کا پیش لفظ اور اسی سال جمیلہ درانی کی کتاب "خواجہ فرید شخص اور شاعر" کا فلیپ تحریر کیا۔ ڈاکٹر مہر عبد الحق کی کتاب "فردِ فرید" کی تقریظ بھی طاہر تونسوی کی تحریر کردہ ہے۔ اگست ۱۹۸۶ء

کے امروز کے ادبی ایڈیشن میں اُن کا ایک تحقیقی مضمون بعنوان ''دیوانِ فرید کی اشاعتِ ثالث'' شائع ہوا۔ سرائیکی ادبی بورڈ کے اعزازی معتمد کی حیثیت سے انہوں نے خواجہ فرید کے حوالے سے کئی کتب کی اشاعت کرائی اس سلسلہ میں وہ لکھتے ہیں:

''میرا ادنٰی کام یہ بھی ہے کہ میں نے سرائیکی ادبی بورڈ کے پلیٹ فارم سے خواجہ فرید صدی میں ان پر تیرہ کتابیں شائع کی ہیں۔''(۲)

جب ڈاکٹر طاہر تونسوی گورنمنٹ ترقی تعلیم کالج خان پور کے پرنسپل تھے تو کالج کے مجلے ''بانگ سحر''۱۹۸۸ء کا خواجہ فرید نمبر نکالا۔ اسی طرح جب وہ گورنمنٹ کالج آف ایجوکیشن ملتان کے پرنسپل تھے تو کالج کے مجلے ''مسلک'' ۱۹۹۹ء۔ کا خواجہ فرید نمبر شائع کیا۔ یہ دونوں خواجہ فرید نمبر ادبی حلقوں میں پذیرائی حاصل کر چکے ہیں۔

تصوف پر مضامین، مقالات، تبصرے اور فلیپ

ڈاکٹر شوذب کاظمی نے اپنے مضمون ''تصوف، فریدیات اور طاہر تونسوی'' میں ڈاکٹر طاہر تونسوی کے تصوف کے حوالے سے مضامین، مقالات اور تبصروں کا ذکر کیا ہے جنکی تفصیل درج ذیل ہے:(۳)

- سچل سرمست رومان کی کی راہوں پر (مقالہ، ماہ نو لاہور، اگست ۱۹۸۳ء)
- سچل، صوفی شاعروں کا سرخیل (مقالہ، ''اظہار'' کراچی، جولائی اگست ۱۹۸۵ء)
- خوشحال خان کی شاعری کا اردو روپ (۱۹۸۰ء یہ مقالہ ریتون بانو اور تاج سعید کی مرتبہ کتاب ''خوشحال شناسی'' میں شامل ہے)
- سرائیکی زبان کا مہاندرا شاعر (مضمون ''ادبیات'' ۱۹۹۵ء)
- تصور الوہیت (ڈاکٹر سہیل بخاری کی کتاب ''تصور الوہیت'' پر تبصرہ مشمولہ
- ماہنامہ ''کتاب'' اگست ۱۹۷۸ء)
- سرائیکی ادب میں اسلامی تہذیب کے عناصر (مقالہ، مشمولہ ''المعارف'' اگست ۱۹۸۵ء)
- اچ میں بخاری اور گیلانی سادات کی علمی و دینی خدمات (نشریہ ریڈیو پاکستان ملتان ۱۹۹۲ء)
- سرائیکی زبان میں تراجم (مشمولہ ''ماہِ نو'')

اِن کے علاوہ تصوف پر ڈاکٹر طاہر تونسوی کے وہ مضامین، تبصرے، فلیپ جو مختلف اخبارات، رسائل یا کتب میں شائع ہوئے اِن کی تفصیل درج ذیل ہے

- فریدیات وچ لحہ موجود دا عظیم تخلیقی کارنامہ (ترجمہ الفت ملغانی، ”فرید رنگ“ نومبر ۱۹۹۸ء)
- خواجہ فرید کی آفاقی شاعری (مضمون ”روزنامہ آفتاب“ ملتان ۲۰ جولائی ۱۹۹۹ء، ”فرید رنگ“ ڈیرہ غازی خان نومبر ۱۹۹۴ء)
- مطالعہ فرید کے دس سال (مشمولہ ”مسلک“ گورنمنٹ کالج آف ایجوکیشن ملتان خواجہ فرید نمبر ۱۹۹۹ء)
- خواجہ فرید کی اردو شاعری کا فکری تناظر (نوائے وقت ملتان ۲۷ جون ۲۰۰۱ء)
- لحہ موجود میں فریدیات کا مستند محقق۔ڈاکٹر شہزاد قیصر (روزنامہ ”جہاں نما“ لاہور، ۲۷ نومبر ۲۰۰۴ء)
- جب عشق فرید استاد ہوا (مجلہ ”معارفِ اولیاء“ لاہور جلد نمبر ۴ شمارہ ۲ مئی ۲۰۰۶، خواجہ فرید نمبر)
- حضرت سید شمس الدین خواجہ محمد ابراہیم یکپاسی (روزنامہ نوائے وقت ملتان ۲۰ اگست ۱۹۹۸ء، روزنامہ جنگ چشتی، آسمانِ ولایت کے چشم جہاں تاب کوئٹہ، ۲۷ مئی ۲۰۰۰ء)
- قطب الاقطاب سید خواجہ ابراہیم یکپاسی (روزنامہ ”مشرق“ کوئٹہ ۳۱ جولائی ۲۰۰۰ء، روزنامہ جنگ کوئٹہ ۱۲ مئی ۲۰۰۱ء)
- تعلیمات یکپاسی کا آئینہ خانہ (روزنامہ مشرق کوئٹہ ۲۷ جون ۲۰۰۲ء، تذکار یکپاسی، مستونگ، ۱۵ اگست ۲۰۰۲ء)
- دیوانِ فرید (فلیپ، کتاب طاہر محمود کوریجہ، الفیصل ناشرین لاہور ۲۰۰۲ء)
- اطوار فرید (فلیپ، کتاب مجاہد جتوئی، جھوک پبلشرز ملتان، ۲۰۰۳ء)
- خواجہ فرید دے کلام وچ ریتاں (فکر فراق فرید، مرتبہ گل محمد، سرائیکی ادبی بورڈ ملتان، ۱۹۹۹ء)
- خواجہفرید دے کلام وچ عشقیہ داستاناں (مشمولہ، سلک سلوک فریدی، مرتبہ، حمید الف ملغانی، سرائیکی ادبی بورڈ ملتان ۲۰۰۰ء)

- مطالعہ فرید کے دس سال (مشمولہ، تناظرات فرید مرتبہ: عائزہ قریشی، سرائیکی ادبی بورڈ ملتان، ۲۰۰۲ء)
- ”شاہ لطیف بھٹائی کے نظری افکار“ (مشمولہ ”افکار و تجزیات“ ۲۰۰۴ء)
- ”قبلہ عالم حضرت خواجہ فرید نور محمد مہاروی کے ارشادات کا آئینہ خانہ‘

تصوف پر ڈاکٹر طاہر تونسوی کی کتب: تعارف و تجزیہ

ا۔ عکس فرید (۱۹۹۹ء)

”عکس فرید“ خواجہ غلام فرید کے حالاتِ زندگی، شخصیت اور فکر و فن پر لکھے ہوئے مضامین کا انتخاب ہے۔ یہ مضامین مختلف ماہرین فریدیات نے رسائل و اخبارات میں لکھے تھے۔ ڈاکٹر طاہر تونسوی نے انہیں محنت و عرق ریزی سے تلاش کر کے ترتیب دیا ہے۔ یہ مضامین ماہ نو کراچی، فنون لاہور، امروز، نوائے وقت، جنگ، الزبیر، جھوک، سرائیکی ادب اور کئی دوسرے اخبارات سے لیے گئے ہیں۔ ”عکس فرید“ سرائیکی ادبی بورڈ ملتان نے شائع کی۔ انتساب خواجہ طاہر محمود کوریجہ کے نام ہے۔

اس کتاب کی ترتیب و تہذیب میں ڈاکٹر طاہر تونسوی نے اپنی محققانہ اور نقادانہ صلاحیتوں کا اظہار کیا ہے۔ اور اس کتاب کو فرید شناسوں کے لیے ایک اہم ادبی سرمایہ بنا دیا ہے۔ اسد ملتانی کا مضمون ”خواجہ فرید“کتاب کا پہلا مضمون ہے۔ خواجہ فرید کی شخصیت اور کلام کے بارے میں اہم حقائق اس میں سامنے آتے ہیں۔ کتاب میں شامل طاہر محمود کوریجہ کا مقالہ ”خواجہ فرید کا ذوق سفر“ بھی اہم ہے۔ اس میں خواجہ فرید کے سفر اجمیر شریف اور مولوی نذیر حسن محدث دہلوی ، سرسید احمد خان، مولوی عبد الحئی، میاں محمود صاحب احمد آبادی اور شیخ الہند مولانا محمد الحسن سے ملاقاتوں کا ذکر ہے۔ خواجہ فرید نے سات بار اجمیر شریف کا سفر اختیار کیا۔ اس میں آپکے سفر حجاز کو بھی موضوع بنایا گیا ہے۔ سید علی عباس جلال پوری کا مضمون ”خواجہ فرید کی شاعری“ میں تصوف کی روایت کو بیان کرتے ہوئے قدیم یونانی فلسفہ پر بھی مختصر روشنی ڈالی گئی ہے۔ انکی شاعری پر اس مضمون میں یوں روشنی ڈالی گئی ہے۔

”خواجہ فرید کی عشقیہ شاعری جنوں، محبت، درد، فراق اور والہانہ از خود رفتگی کی شاعری ہے۔“(۴)

خود مؤلف کا مضمون ” نئے جہانوں کی تفہیم کا شاعر“ بھی اہمیت کا حامل ہے۔ اس میں خواجہ فرید کے حوالے سے سرائیکی ادبی بورڈ کی شائع کردہ اکیس کتب کی تفاصیل اور خواجہ فرید کی سرائیکی شاعری کی تفہیم کے حوالے سے مستند اور وقیع مواد موجود ہے۔ شاعری پر یوں تبصرہ کرتے ہیں:

"خواجہ فرید دل کے شاعر ہیں، دل کے جذبات واحساسات کے شاعر ہیں اور سب سے بڑھ کر یہ کہ وہ سب کے شاعر ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ خواجہ فرید ہر عہد کے شاعر ہیں۔"(۵)

ڈاکٹر سلیم اختر اپنے مضمون "نغمہ صحرا۔ خواجہ غلام فرید کی کافی" میں خواجہ غلام فرید کے فن کو یوں خراج عقیدت پیش کرتے ہیں:

"اس صدی کے اختتام پر اگر کسی سرائیکی شاعر کو خسرو شیریں بیان قرار دینا ہو تو پھر خواجہ غلام فرید سے بہتر اور کوئی ایسا شاعر نظر نہیں آتا جسے اس خطاب سے نوازا جائے۔"(٦)

علاوہ ازیں احمد ندیم قاسمی، محمد کریم تونسوی، شہاب دہلوی، دلشاد کلانچوی، آفاق صدیقی، رفیق خاور جسکانی، ڈاکٹر شہزاد قیصر، معین شہلا، ڈاکٹر محمد امین، جاوید احسن اور پروفیسر فاروق جیسے زیرک اہل قلم ادباء، کے مضامین ومقالات بھی خواجہ غلام فرید کی شخصیت اور کلام کی مختلف جہتیں منظر عام پر لے آئے ہیں۔ جس سے خواجہ فرید کے قارئین، محققین اور نقادان فن استفادہ کرسکتے ہیں۔ اس حوالہ سے ڈاکٹر شوذب لکھتے ہیں:

"ڈاکٹر طاہر تونسوی کی یہ تالیف عکس فرید ان کے تصوف کے موضوع سے دلچسپی، فریدیات سے گہرے لگاؤ اور خود ان کے تالیفی مزاج کی آئینہ دار بھی ہے اور فریدیات کے سلسلے کی ایک حوالہ جاتی زنبیل بھی۔"(۷)

ڈاکٹر طاہر تونسوی کی یہ کاوش (عکس فرید) ادبیاتِ اردو کے ایک اہم موضوع "تصوف" کے فروغ میں ایک اہم سنگِ میل کی حیثیت رکھتی ہے۔ اس میں شامل نامور اہل قلم کے مضامین ومقالات سے تصوف اور خاص طور پر فریدیات کے شعبہ میں اہم پیش رفت ہوئی ہے۔ اس سے خواجہ غلام فرید کے فکری اور اسلوبیاتی پہلوؤں کی اس طرح نقاب کشائی ہوئی ہے کہ یہ فریدیات کی مد میں ایک اہم دستاویز کی صورت اختیار کر گئی ہے۔ اس سے محققین، تصوف کے حوالہ سے مزید تحقیقات کا سلسلہ آگے بڑھا کر ادبیات میں اہم اضافے کرسکتے ہیں۔

۲۔ خواجہ محمد ابراہیم یکپاسیؒ اور انکا خاندان (۲۰۰۰ء)

ڈاکٹر طاہر تونسوی کی یہ کتاب بلوچستان میں چشتیہ سلسلہ کے بزرگ خواجہ محمد ابراہیم یکپاسیؒ اور انکے خاندان کے بارے میں ہے۔ اس کا پہلا ایڈیشن ۲۰۰۰ میں اور دوسرا ایڈیشن ۲۰۰۱ء میں شائع ہوا۔ دونوں ایڈیشن سادات یکپاسی ٹرسٹ، مستونگ (بلوچستان) نے شائع کیے۔ کتاب میں خواجہ یکپاسی کے خاندان کے فضائل ومناقب، علم وفضل، فقر و کرامات، اور سلسلہ نسب کے بارے میں تفصیلی معلومات فراہم کی گئی ہیں۔ خواجہ ابراہیم یکپاسی اور ان کے خاندان نے بلوچستان میں اسلام کے روحانی پیغام کو عام کرنے میں اہم کردار ادا کیا۔ "آپ (خواجہ محمد ابراہیم یکپاسی) کا سلسلہ نسب

خواجہ سلطان قطب الدین مودود چشتی سے ہوتا ہوا خلیفہ چہارم حضرت علی المرتضیٰؓ سے جاملتا ہے۔خواجہ یکپاسی کے آباؤ اجداد کا تعلق ہرات (افغانستان) کے قصبہ ”چشت “ سے تھا۔وہ ۸۰۰ ہجری میں تبلیغ دین کیلئے مستونگ آئے۔“(۸)

ڈاکٹر طاہر تونسوی کی اس تالیف کے سات ابواب ہیں۔پہلے باب میں ایران اور افغانستان کا تصوف کے حوالے سے سیاسی، سماجی اور مذہبی پس منظر تفصیل اور استدلال سے پیش کیا گیا ہے۔دوسرا اور تیسرا باب سلسلہ نسب کے آغاز و ارتقاءسے متعلق ہے۔ہندوستان میں چشتیہ سلسلہ کی روایت کو تفصیلی طور پر بیان کیا گیا ہے۔ان ابواب میں خواجہ علومشاد دینوری، خواجہ ابو الاسحاق شامی، خواجہ ابو احمد ابال چشتی، خواجہ ناصح الدین محمد چشتی، خواجہ ناصر الدین ابو یوسف چشتی، خواجہ قطب الدین مودود چشتی، خواجہ نجم الدین مشتاق چشتی، خواجہ رکن الدین چشتی اور خواجہ نصر الدین ولید چشتی کا تعارف و تذکرہ، فضائل و کرامات کو پیش کیا گیا ہے۔چوتھا باب (بلوچستان میں سلسلہ چشتیہ کا فروغ) ان عوامل کا تجزیہ ہے جن کے طفیل بلوچستان میں سلسلہ چشتیہ کا آغاز ارتقاءاور فروغ ہوا۔پانچواں باب خواجہ ابراہیم یکپاسی چشتی اور ان کے عہد سے متعلق ہے۔سلسلہ چشتیہ کی ترویج واشاعت میں ان کے افکار و کردار کو وضاحت کے ساتھ بیان کیا گیا ہے۔

چھٹا باب یکپاسی خاندان کی سلسلہ چشتیہ سے وابستگی اور ارتقاء سے متعلق ہے۔ بلوچستان میں ان کی روحانی خدمات کو تفصیل سے بیان کیا گیا ہے۔ ساتواں اور آخری باب سلسلہ چشتیہ کی بلوچستان میں روحانی خدمات اور فیوض وبرکات کے حوالے سے مصدقہ اور مفید معلومات فراہم کرتا ہے۔ ڈاکٹر طاہر تونسوی نے اس کتاب کی تالیف میں جس ذوق، تجسس اور عرق ریزی سے کام لیا ہے اس نے ثابت کر دیا ہے:

”وہ حلقہ تصوف میں ایک صاحبِ نظر محقق ہیں۔“(۹)

یہ کتاب تصوف اور اس کی تاریخ کے حوالے سے ایک اہم پیش رفت ہے۔اس میں تصوف اور بلوچستان کے حوالے سے جو معلومات فراہم کی گئی ہیں وہ نایاب بھی ہیں اور اہم بھی۔”یہ کتاب سلسلہ عالیہ چشتیہ کے بارے میں ایک چھوٹا سا انسائیکلوپیڈیا ہے جو جامع بھی ہے اور پر از معلومات بھی۔۔یہ کتاب اپنے فکری، فنی، ادبی اور علمی محاسن کے تحت گرانقدر اضافہ ہے۔“(۱۰)۔ڈاکٹر محمد امین نے ڈاکٹر طاہر تونسوی کی اس تالیف کی علمی ادبی اہمیت کو یوں واضح کیا ہے:

”یہ کتاب سلسلہ چشتیہ کی تاریخ پیش کرتی ہے اور بلوچستان میں ان کی خدمات کو اجاگر کرتی ہے۔کتاب کے مطالعے سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ بلوچستان میں خواجہ ابراہیم یکپاسی اور ان کے خاندان نے سلسلہ چشتیہ کی شمع کو روشن رکھا۔اس کتاب کا ایک بڑا فائدہ یہ ہوا کہ بلوچستان میں سلسلہ چشتیہ کی خدمات کی داستان رقم ہو گئی۔ڈاکٹر طاہر تونسوی محقق بھی ہیں۔اس

کتاب سے بھی ان کی تحقیقی ریاضت ظاہر ہوتی ہے۔ اس کتاب کا مواد معتبر اور مستند ذرائع سے حاصل کیا گیا ہے۔ کتاب کا اسلوب بھی محققانہ ہے۔ کہیں بھی حوالے کے بغیر بات نہیں کی گئی۔ یوں یہ کتاب حوالے کا درجہ رکھتی ہے۔"(۱۱)

کتاب پر ڈاکٹر محمد امین کا تبصرہ اہم ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ یہ کتاب ایک بنیادی حوالہ جیسی اہمیت رکھتی ہے۔ بلوچستان میں سلسلہ چشتیہ کی خدمات کا کافی حد تک احاطہ کیا گیا ہے۔ یہ ڈاکٹر طاہر تونسوی کا ایک اہم ادبی کارنامہ ہے جس سے ان کی محققانہ صلاحیتوں کا اندازہ ہوتا ہے۔ اس کا اسلوب خالص تحقیقی ہے اور انہوں نے حوالے کے بغیر بات آگے نہیں بڑھائی۔ یہ کتاب بلوچستان میں تصوف کے محققین کے لیے بالخصوص ایک بیش قیمت ادبی سرمایہ ہے۔

۳۔ مطالعہ فرید کے دس سال (۲۰۰۱ء)

خواجہ فرید کی صد سالہ تقریبات کی ایک کڑی "مطالعہ فرید کے دس سال" ڈاکٹر طاہر تونسوی کی اہم کتاب ہے جو ۲۰۰۱ء میں بک مین۔ الشجر بلڈنگ نیلا گنبد لاہور نے شائع کی۔ کتاب کے مشمولات ڈاکٹر طاہر تونسوی کی تنقیدی اور تحقیقی بصیرت کے عکاس ہیں۔ پیش لفظ مصنف جبکہ دیباچہ (فرید صدی کی اہم دستاویز) محمد حیات چغتائی نے تحریر کیا۔ کتاب چار جلی عنوانات (جہان فرید، فکرِ فرید، متعلقاتِ فرید، تدریس فرید) کے تحت چار حصوں میں منقسم ہے۔ پہلے حصے "جہان فرید" کے تین ذیلی عنوانات مطالعہ فرید کی روایت، مطالعہ فرید کے دس سال۔

اشاریہ فرید ۱۹۹۰ء تا ۲۰۰۰ء ہیں۔ دوسرے حصے میں ڈاکٹر طاہر تونسوی کے چار تحقیقی و تنقیدی مضامین خواجہ فرید کی اردو شاعری کا فکری تناظر، نئے جہانون کی تفہیم کا شاعر، ریت اور روایت کا شاعر، خواجہ فرید کے کلام میں عشقیہ داستانیں شامل ہیں۔ تیسرے حصے "متعلقات فرید" میں چار مضامین (دیوان فرید کی اشاعتِ ثالث، فریدیات میں استناد کی روشن مثال، خواجہ فرید اور ان کا خاندان، لغاتِ فریدی شامل کیے گئے ہیں۔ کتاب کے چوتھے اور آخری حصہ "تدریس فرید" کا ذیلی عنوان خواجہ فرید اور نصاب تعلیم قائم کیا گیا ہے۔ اس حصے میں پنجاب کے تعلیمی اداروں میں خواجہ غلام فرید کی شاملِ نصاب تخلیقات کی نشاندہی کی گئی ہے۔

کتاب میں شامل مضمون "مطالعہ فرید کے دس سال" اس لیے بہت اہم ہے کہ اس میں ۱۹۹۰ء تا ۲۰۰۰ء تک اخبارات، رسائل و جرائد میں خواجہ فرید کے بارے میں چھپنے والے مضامین کی نشاندہی کر دی گئی ہے جو تحقیق کاروں کیلیے اہم ادبی سرمایہ ثابت ہو سکتا ہے۔ "خواجہ فرید کی اردو شاعری کا فکری تناظر" خواجہ فرید کی شاعری کے فکری اور فنی پہلوؤں کا تفصیلی تجزیہ پش کرتا ہے۔ اس میں مصنف کی محققانہ اور ناقدانہ آراء سے خواجہ فرید کے کلام کی تفہیم اور پرکھ

آسان ہو گئی ہے۔ ڈاکٹر طاہر تونسوی اپنے اس مضمون میں خواجہ غلام فرید کے کلام کی زمانی اور مکانی اہمیت بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

''خواجہ فرید کا عہد حالی، اکبر، امیر مینائی اور داغ دہلوی جیسے شعراء کا دور ہے۔۔۔۔۔۔۔ڈیرہ غازی خان اور بہاولپور جیسے دور دراز اور ریگستانی اور کوہستانی علاقے میں ابھی اردو شاعری نے اپنے قدم نہیں جمائے تھے اور اردو میں شعر کہنے کی توانا روایت ابھی قائم نہیں ہوئی تھی۔ پھر بھی یہ بات بڑی حوصلہ افزا ہے کہ لکھنؤ اور دلی کے ادبی مراکز سے دور خواجہ فرید نے اردو شاعری کا بوٹا لگا دیا اور اک اک سخن کے پیچ سو سو رمز نہاں کی۔ یوں انکی غزل اردو غزل کی روایت کو اور بھی توانا کرتی ہے۔''(۱۲)

ڈاکٹر سلیم اختر اس کتاب پر یوں تبصرہ کرتے ہیں:

''ڈاکٹر طاہر تونسوی نے بڑی محنت سے لکھی گئی کتاب مطالعہ فرید کے دس سال میں خواجہ غلام فرید اور ان کے بارے میں کتب کا تنقیدی جائزہ لیا ہے۔''(۱۳)

کتاب تحقیق بھی ہے۔ تنقید بھی ہے اور فریدیات پر ایک اہم حوالہ بھی ہے۔ کتاب نے کلام فرید کی فکری اور اسلوبیاتی تفہیم کو آسان بنایا ہے۔ فریدیات کے ایک بڑے ذخیرہ علم کی نشاندہی ہوئی ہے جس سے اس سلسلہ کی مزید تحقیقات آسان ہو گئی ہیں۔

۴۔ فرمودات فریدؒ (۲۰۰۱ء)

ڈاکٹر طاہر تونسوی کی مرتب کردہ کتاب ''فرمودات ِ فریدؒ'' فکر فرید کے فروغ کی ایک اہم کاوش ہے۔ سرائیکی ادبی بورڈ نے وزارتِ اطلاعات و ثقافت حکومتِ پنجاب کے تعاون سے ۲۰۰۱ء میں شائع کی۔ کتاب کے پہلے حصے کو ڈاکٹر طاہر تونسوی نے خواجہ غلام فرید کے سوانحی کوائف اور نامور ادباء اور فرید شناسوں کی آراء سے مزین کیا ہے۔ جن ادباء کی خواجہ غلام فرید کے فکر و فن سے متعلق آراء کو پیش کیا گیا ہے۔ ان کے اسمائے گرامی یہ ہیں: علامہ اقبال، احمد ندیم قاسمی، ڈاکٹر سلیم اختر، رفیق خاور جسکانی اور طاہر محمود کوریجہ۔ کتاب کے دوسرے حصے کو ''کون فرید فقیر'' کے عنوان سے تعبیر کیا گیا ہے۔ اس حصے میں ''مقابیس المجالس'' (ملفوظات خواجہ فرید) اور دیوانِ فرید سے ماخوذ فرمودات پیش کیے گئے ہیں۔ محقق نے ان فرمودات کا انتخاب اور ترجمہ بڑی محنت اور مہارت سے کیا اور اس کتاب کو مرتب کر کے قارئین کے سامنے پیش کیا ہے۔ یہ کتاب پاکٹ سائز ہے۔ مگر ڈاکٹر طاہر تونسوی نے اپنے مخصوص محققانہ انداز میں اسے اس طرح ترتیب دیا ہے کہ اس سے خواجہ فرید کے افکار و نظریات اور اسلوب کا تجزیاتی مطالعہ کیا جا سکتا ہے۔ اس کتاب کی اہمیت کے پیش نظر

”عامر حفیظ ملک نے اس کا انگریزی زبان میں (Maxims of Khawaja Farid) ۲۰۰۲ء میں جبکہ ڈاکٹر محمد بشیر انور ابوہری نے فارسی زبان میں ترجمہ کیا۔ ۲۰۰۶ء میں سرائیکی ادبی بورڈ ملتان نے ان فرمودات کو ان دونوں زبانوں کے تراجم کے ساتھ کتابی شکل میں شائع کیا۔“(۱۴)

”فرموداتِ فرید“کئی اعتبار سے اہمیت رکھتی ہے۔ موضوعاتی اور اسلوبیاتی اہمیت کے ساتھ ساتھ یہ کتاب تحقیقی حوالہ سے بھی اہم کاوش ہے۔ مرتب کی طرف سے خواجہ فرید کا مختصر مگر جامع تعارف اور نامور دانشوروں کی نقدی آراء نے اس کی اہمیت کو دوچند کر دیا ہے۔ جہاں یہ کاوش معاشرتی اصلاح کا ذریعہ بن سکتی ہے وہیں فریدیات کے محققین کیلیے ایک اہم حوالہ کی حیثیت رکھتی ہے۔ کتاب کا دو دیگر زبانوں میں جو ترجمہ کیا گیا اس سے بھی اس کی اہمیت واضح ہوتی ہے۔ یہ کتاب فریدیات کے مطالعہ میں وسعت کا باعث بن چکی ہے۔

عام پر لانے کی نہج کی عکاس ہے۔ تحقیق و تنقید کے حوالے سے ایک اچھی کاوش ہے۔

۵۔ سچل سرمست۔ محبتوں کا پیامبر (۲۰۰۶ء)

ڈاکٹر طاہر تونسوی کی یہ تصنیف اگست ۲۰۰۶ء میں سچل چیئر شاہ عبدالطیف یونیورسٹی خیرپور نے شائع کی۔ ”پہلا ورق“ کے سرنامے کے ساتھ الطاف اثیم کی مختصر تحریر ہے جس میں سچل سرمست کی آفاقی شاعری اور ابدی پیغام محبت پر روشنی ڈالی گئی ہے۔ پیش لفظ کے طور پر ڈاکٹر طاہر تونسوی کی تحریر ہے۔ ”سچو سچ ہے، جو اوئی ہے“ کے عنوان سے پروفیسر ڈاکٹر عبدالرحیم ملک (وائس چانسلر) کا تبصرہ ہے۔ اس کتاب میں ڈاکٹر طاہر تونسوی کے سندھ کے معروف صوفی شاعر سچل سرمست کے فکر و فن پر لکھے گئے درج ذیل سات مضامین شامل ہیں۔

۱۔ سچل سرمست ایک تعارف
۲۔ سچل سرمست کے کلام کی نظری و فکری اساس
۳۔ سچل سرمست رومان کی راہوں پر
۴۔ سچل سرمست کی شاعری کے موضوعات
۵۔ سچل سرمست صوفی شاعروں کے سرخیل
۶۔ محبتوں کا پیامبر۔ سچل سرمست
۷۔ فرمودات سچل کا آئینہ خانہ

آخر میں سچل سرمست کے سرائیکی اور اردو کلام کا انتخاب بھی دیا گیا ہے۔ سچل سرمست نے سندھی، فارسی، اردو اور سرائیکی زبان میں شاعری کی ہے۔ کتاب میں شامل مضامین سچل سرمست کی شاعری اور انکے صوفیانہ افکار کی تشریح و توضیح کرتے ہیں۔ اس کے علاوہ اس میں انکی سوانح پر بھی مختصر روشنی ڈالی گئی ہے۔ سچل کے تخلیقی اظہارات اور شاعری کا تجزیہ بھی کیا گیا ہے۔ سچل شناسی میں اس کتاب میں شامل مضامین بہت اہم ہیں۔ اس کتاب میں اس عظیم صوفی

شاعر کے فکر و فن کی تمام جہتیں سامنے آگئی ہیں۔ یہ کتاب اپنے موضوع (امن و سلامتی و محبت) کے اعتبار سے بھی اہم ہے اور ڈاکٹر طاہر تونسوی کے اسلوب کی وجہ سے بھی۔ انتخاب کلام سے بھی ان کے فکر و فن کی تفہیم آسان ہو گئی ہے۔ مستقبل کے سچل شناس اور محققین اس کتاب کو نظر انداز نہیں کر سکتے۔

۶۔ خواجہ غلام فرید: شخصیت و فن (۲۰۰۷ء)

ڈاکٹر طاہر تونسوی کی کتاب "خواجہ غلام فرید: شخصیت و فن" ۲۰۰۷ء میں اکادمی ادبیات پاکستان نے شائع کی۔ یہ ضخیم کتاب (تعداد صفحات ۱۹۲) خواجہ فرید کی سوانح، شخصیت اور فن کے تمام گوشوں کو قارئین کے سامنے پیش کرتی ہے۔ یہ کتاب درج ذیل موضوعات کو محیط ہے:

۱۔ سوانح اور حالاتِ زندگی	۲۔ تصنیفات کا منظر نامہ
۳۔ کتب فریدیات کا اشاریہ	۴۔ خواجہ فرید کی تخلیقات کا تنقیدی جائزہ

اس کے علاوہ اس کتاب میں "فرموداتِ فرید کا آئینہ خانہ، خواجہ فرید کی تصنیفات کے تراجم، دانشوروں اور اکابرین کی آراء کے ساتھ خواجہ فرید کے مقام و مرتبہ کے تعین کے بعد تین زبانوں اردو، سرائیکی اور فارسی میں ان کے کلام کا انتخاب بھی شامل کیا گیا ہے۔ علاوہ ازیں کتابیات و حواشی بھی شامل ہیں۔" (۱۵)

ڈاکٹر طاہر تونسوی نے خواجہ فرید کے حالات زندگی کو استدلال اور مستند حوالوں سے تفصیل سے بیان کیا ہے۔ وہ خواجہ فرید کے سلسلہ نسب کو حضرت عمر فاروقؓ سے وابستہ کرتے ہیں۔ انہوں نے خواجہ فرید کی تعلیم و تربیت، اساتذہ، سفر حج کی تفصیلات اور مختلف مقامات پر پڑاؤ، عائلی زندگی، اولاد، بیماری، وفات سے پہلے کربناک حالات اور ان کے معروف خلفاء و مریدین کے بارے میں مصدقہ معلومات تفصیل اور باریک بینی سے فراہم کی ہیں۔ اس کے بعد خواجہ فرید کی شاعری کا مختلف عنوانات قائم کر کے تنقیدی جائزہ لیا گیا ہے۔ پہلے سرائیکی شاعری کو موضوع بنایا گیا ہے "جڑا اں عشق فرید استاد تھیا" کے عنوان کے تحت خواجہ فرید کے نظریہ عشق، "نئے جہانوں کی تفہیم کا شاعر۔ خواجہ فرید" کے عنوان کے تحت خواجہ فرید کی شاعری کے وسیع تر منظر نامے پر بات کی گئی ہے اور ساون کی بارش، بادلوں کے مناظر، خواتین کا ہار سنگار، ہجر و فراق کی کسک اور خوشیوں کے مناظر کے حوالے سے بات کی گئی ہے۔ اسی طرح "ریت اور روایت کا شاعر۔۔۔۔خواجہ فرید" کے عنوان کے تحت خواجہ فرید کی شاعری میں سرائیکی وسیب کی ثقافت اور روایات مثلاً شادی، سہرہ بندی، دلہن کا سیج پر بیٹھنا، فال نکالنے کے انداز، توہمانہ رسومات اور بدلتے موسم وغیرہ کو خواجہ فرید کی شاعری کے حوالے سے قارئین تک پہنچایا ہے۔ خواجہ فرید کے کلام میں عشقیہ داستانوں مثلاً ہیر رانجھا، سسی پنوں، لیلیٰ مجنوں اور

یوسف زلیخا کا ذکر بار بار ملتا ہے۔ ان داستانوں کی مختلف کیفیات کو خواجہ فرید نے اپنی شاعری میں بیان کیا ہے۔ اس حوالے سے ڈاکٹر طاہر تونسوی لکھتے ہیں:

''خواجہ فرید نے عشقیہ داستانوں اور ان کے کرداروں کا تذکرہ بھی کیا ہے۔ اور لوک ادب کے یہ بے شمار حوالے کئی حوالوں سے ان کی قافیوں میں آئے ہیں۔ خواجہ فرید کی قافیوں میں ان کرداروں کے حوالے سے درد، فراق، انتظار کا دکھ، یادِ یار کی تڑپ، وصال کی خواہش، ساتھ بسر کرنے کی آرزو اور چاہتوں کا سمندر اپنے جوبن پر دکھائی دیتا ہے۔''(۱۶)

''شاعرِ ہفت زبان'' کے عنوان سے مختصراً خواجہ فرید کی سرائیکی، سندھی، ہندی، پوربی، عربی اور فارسی شاعری کے نمونے دیے گئے ہیں۔ اردو شاعری پر ایک الگ عنوان قائم کیا گیا ہے۔

آخری حصہ میں خواجہ غلام فرید کی تخلیقات کا تنقیدی جائزہ لیا گیا ہے اور نامور ادباء اور اہل قلم کی تنقیدی آراء کو شامل کیا گیا ہے جن سے اس کتاب کی اہمیت میں بہت اضافہ ہوا ہے۔ یہ اقتباسات بعض ادباء کی زبانی یا مضامین سے اخذ کئے گئے ہیں۔ ان آراء کے علاوہ نظمیہ انداز میں بھی خواجہ فرید کو خراج عقیدت پیش کیا گیا جن میں فارسی، پنجابی اردو اور سرائیکی زبان کی منظومات شامل ہیں۔ ''خواجہ غلام فرید کا مقام و مرتبہ'' کے عنوان سے خواجہ غلام فرید کے شعری محاسن اور شخصیت پر محاکمہ کیا گیا ہے اور شعر و ادب میں ان کی حیثیت کا تعین کیا گیا ہے۔ اس حوالے سے ڈاکٹر طاہر تونسوی لکھتے ہیں:

''خواجہ فرید نے اسلوب و معنی دونوں حوالوں سے سرائیکی کافی کو جو فروغ بخشا ہے اس کی وجہ سے وہ آفاقی شاعر بھی ہیں اور لاثانی بھی۔ ان کے رنگ میں کافی کہنا محال ہی نہیں ناممکن ہے۔ اس لیے کہ کافی کا فریدی رنگ ان کا ہے اور ان کی وفات کے بعد یہ لہجہ ختم ہو گیا ہے۔ تاہم جب تک شاعری موجود رہے گی۔ ان کی کافیوں کی خوشبو چار دانگ عالم کو مہکاتی رہے گی۔''(۱۷)

خواجہ فرید کے مقام و مرتبہ کے حوالے سے ڈاکٹر طاہر تونسوی نے کچھ ادباء اور نقادان فن کی تنقیدی آراء کو بھی تجزیہ میں شامل کیا ہے۔ اس سے خواجہ غلام فرید کی شخصیت و فن کی اہمیت واضح ہو گئی ہے۔ آخر میں فارسی، اردو اور سرائیکی شاعری سے انتخاب پیش کیا گیا ہے۔ ڈاکٹر طاہر تونسوی کی یہ کتاب فریدیات میں ایک اہم سنگ میل کی حیثیت رکھتی ہے۔ ایک طرف یہ خواجہ غلام فرید جو کہ ایک عظیم اور آفاقی شاعر ہیں کو خراج عقیدت ہے دوسری طرف اس میں ان کے بارے میں ہمہ جہت اور جامع معلومات ہیں جو قارئین اور محققین کیلیے مزید تحقیقات کے در وا کرتی ہیں۔ اس کتاب

سے ڈاکٹر طاہر تونسوی کی محققانہ اور نقادانہ صلاحیتوں کا بخوبی اندازہ ہوتا ہے۔ یہ کتاب تحقیق و تنقید کے حوالے سے خاصی اہمیت رکھتی ہے۔

۷۔ آئینہ خانہ شاہ لطیفؒ (۲۰۱۰ء)

"آئینہ خانہ شاہ لطیفؒ" سندھ دھرتی کے نامور بزرگ اور ولی حضرت شاہ لطیف بھٹائی کے فکر و فن پر ڈاکٹر طاہر تونسوی کا عقیدت مندانہ اور محققانہ اظہار خیال ہے۔ یہ کتاب محکمہ ثقافت، حکومت سندھ کے زیرِ اہتمام جنوری ۲۰۱۰ میں شائع ہوئی۔ کتاب کے آغاز میں "عرض ناشر" کے عنوان سے شمس جعفرانی (سیکرٹری ثقافت وسیاحت حکومت سندھ) کی مختصر تعارفی تحریر ہے۔ اس کے بعد "حرف عقیدت" کے عنوان سے فاضل مصنف کا مقدمہ ہے جس میں کتاب کے مندرجات پر تفصیلی گفتگو اور شاہ لطیفؒ کے شعری فکر واسلوب کا جاندار محاکمہ ہے۔ کتاب میں ڈاکٹر طاہر تونسوی کے درج ذیل پانچ تحقیقی و تنقیدی مضامین شامل ہیں:

۱۔ شاہ لطیفؒ کی شاعری کے تراجم۔ ایک مطالعہ

۲۔ شاہ لطیفؒ بھٹائی کا انساب نامہ، سوانحی حالات، عہد اور شاعری

۳۔ شاہ لطیفؒ بھٹائی کے نظری افکار

۴۔ فرموداتِ شاہ لطیفؒ کا آئینہ خانہ

۵۔ دانشوروں، اکابرین، محققین اور ناقدین کی آراء

کتاب کے آخر میں شاہ لطیف بھٹائی پر ہونے والے تحقیقی و تنقیدی کام کا ساٹھ صفحات پر مشتمل اشاریہ ہے جسکی ترتیب اس طرح ہے:

الف: کتب اردو۔ انگریزی۔ تذکرہ کتابوں میں۔ کتب میں مضامین۔ انسائیکلوپیڈیا۔ ببلو گرافی۔ سوینئر

ب: مقالات برائے ایم۔ اے۔ رسائل و جرائد میں مضامین ۱۔ اردو ۲۔ سرائیکی

اس کتاب میں ڈاکٹر طاہر تونسوی نے شاہ لطیف بھٹائیؒ کے حوالے سے تمام معلومات جمع کر دیں ہیں۔ پہلے مضمون میں انکی سوانح پر جامع معلومات پیش کی گئی ہیں۔ ان کا شجرہ نسب مرتب کر کے مختلف محققین کی آراء اور تاریخی حوالوں سے ان کے نسبی سلسلہ، ان کے حالاتِ زندگی اور ان کے فضائل و کرامات کو ضبط تحریر میں لایا گیا ہے۔ دوسرے مضمون میں شاہ لطیف کی شاعری کے مختلف تراجم کا تجزیاتی مطالعہ کیا گیا ہے۔ مصنف نے "شاہ جو رسالو" کے قلمی اور مطبوعہ نسخوں کی فہرست بھی مرتب کی ہے اور مختلف ترجمہ نگاروں کے فن کا تقابلی جائزہ لیا ہے۔

"شاہ لطیف کے نظری افکار" ایک مختصر مضمون ہے جس میں شاہ لطیف کی فکری جہتوں کی مختصر انداز میں نقاب کشائی کی گئی ہے۔ مصنف نے ان کے افکار میں انسان دوستی، عام انسان کے دکھ اور مظلومیاں، حقوق کیلئے سینہ سپر ہونا، استحصالی قوتوں کے خلاف بیداری انساں، تلاش محبوب، تلاش حق، صادق جذبہ، سچا پیار، راہ عشق میں قربان ہونا، حقیقت اور معرفت جیسے افکار کی نشاندہی کی ہے۔ "فرمودات شاہ لطیفؒ کا آئینہ خانہ" میں بھی ڈاکٹر طاہر تونسوی نے شاہ لطیف کے فرمودات اور اشعار کا تجزیہ کر کے ان کے فکری پہلوؤں سے روشناس کرایا ہے۔ آخری مضمون میں پچاس دانشوروں، اکابرین، محققین اور ناقدین کی آراء کو پیش کیا گیا ہے جن سے شاہ لطیف کی شعری کائنات کی فکری اور اسلوبیاتی جہتوں اور ان کی شخصیت اور کرامات سے شناسائی ہوتی ہے۔ آخر میں شاہ لطیفؒ پر ہونے والے تحقیقی و تنقیدی کام کا اشاریہ لطیف شناسوں اور محققین ادب کیلئے نہایت اہم ہے۔ کتاب کی اسی اہمیت کی طرف اشارہ کرتے ہوئے شمس جعفرانی لکھتے ہیں:

"شاہ عبدالطیف بھٹائی کا پیغام حکمت مشرق کا اساسی اور نمائندہ پیغام ہے۔۔۔۔ ڈاکٹر طاہر تونسوی اسی سرچشمہ سے نہ صرف خود فیض یاب ہوئے ہیں بلکہ انہوں نے قرطاس و قلم سے دیگر متلاشیان حکمت و دانش کو فیض یاب کرنے کی سعی کی ہے، ڈاکٹر صاحب نے حضرت شاہ عبدالطیف بھٹائیؒ کی فکر کے بنیادی ماخذات کے حوالہ جات اور کتب کی لسٹ سے اس کتاب کی اہمیت کو دوچنداں کیا ہے جس سے دیگر محققین کو استفادہ میں بے حد آسانی ہو گی۔" (۱۸)

مجموعی طور پر یہ کتاب شاہ عبدالطیف بھٹائی کی شاعری کے پس منظر اور پیش منظر، انکی شاعری کے موضوعات، انکے فکر و فن، سوانح اور شخصیت کا بھرپور مطالعہ ہے۔ تحقیقی اعتبار سے بھی اسکی اہمیت سے انکار ممکن نہیں۔ اس سے ڈاکٹر طاہر تونسوی کی تنقیدی صلاحیتوں کا ادراک ہوتا ہے اور شاہ لطیفؒ سے انکی عقیدت و محبت کا اظہار بھی۔ یہ تصنیف متصوفانہ افکار کی گتھیوں کو بھی سلجھاتی ہے اور قارئین کو پیغام عمل سے بھی روشناس کراتی ہے۔

۸۔ لطیف شناسی (۲۰۱۰ء)

"لطیف شناسی" ڈاکٹر طاہر تونسوی کی اہم مرتبہ کتاب ہے جو سرائیکی ادبی بورڈ ملتان کے زیر اہتمام ۲۰۱۰ء میں شائع ہوئی۔ اس کتاب کا انتساب انہوں نے "اپنے یار طرح دار تاج جویو کے نام" کیا ہے۔ کتاب کے آغاز میں "پہلا صفحہ" کے عنوان سے پروفیسر شوکت مغل کی مختصر تحریر ہے جس میں کتاب کا تعارف کرایا گیا ہے۔ اس کے بعد فاضل مرتب کا دیباچہ بعنوان "عالم سب آباد کریں" شاہ عبداللطیف بھٹائی کے فکر و فن اور کتاب کے مندرجات کا پس منظر، پیش منظر اور غرض و غایت پر روشنی ڈالتا ہے۔ کتاب کے چار حصے بنائے گئے ہیں۔ پہلے حصے (اردو مقالات) میں شاہ عبداللطیف بھٹائی کی فکری، فنی اور شخصی جہتوں پر اردو زبان میں ۳۲ مضامین کا انتخاب پیش کیا گیا ہے۔ دوسرے حصے (سرائیکی مقالات) میں سرائیکی

زبان میں سات مضامین ہیں۔ تیسرے حصے (نقد و نظر) میں ڈاکٹر طاہر تونسوی کی تصنیف ''آئینہ خانہ شاہ لطیف'' کے بارے میں دو مقالات شامل کتاب ہیں۔ کتاب کا چوتھا حصہ ''اشاریہ'' ہے جو آئینہ خانہ لطیف میں مرتب کئے گئے تفصیلی اشاریے کا تسلسل ہے۔ لطیف شناسی اکتالیس مقالات کا انتخاب ہے جو ملک کے نامور دانشوروں، محققین، علماء اور سکالرز کے قلم کا شاہکار ہیں۔

شاہ عبد الطیف بھٹائی کا شمار عظیم صوفی شعراء میں ہوتا ہے۔ انکی شخصیت نیکی اور اعلیٰ انسانیت کی علامت ہے۔ انکا کلام محبت اور مروت کا نمونہ ہے۔ انکی اپنے وطن، عوام اور انسانیت سے محبت مثالی ہے۔ انکی شاعری سے آفاقیت اور انسان دوستی جھلکتی ہے۔ اسی پیغام انسانیت کا کھوج لگانے کیلئے ادباء شاہ لطیف پر اڑھائی صدیوں سے کام کر رہے ہیں۔ لطیف شناسی اسی سلسلہ کی ایک کڑی ہے۔ ڈاکٹر طاہر تونسوی نے شاہ لطیف پر کام کر کے صوفیاء کے کام کو آگے بڑھایا ہے۔ لطیف شناسی کے مقالات میں شاہ عبد اللطیف بھٹائی کے فکر و اسلوب اور پیغام انسانیت کا بھرپور تاثر موجود ہے۔ یہ کتاب تفہیم شاہ لطیف کو آسان بناتی ہے۔ یہ کتاب جہاں عام قارئین کیلئے اپنے آفاقی پیغام کی وجہ سے مفید ہے وہیں شاہ لطیف پر کام کرنے والوں کیلئے یہ اہم مصدر وماخذ کی حیثیت رکھتی ہے۔ طاہر تونسوی کا یہ انتخاب جہاں انکی تحقیقی بصیرت اور تنقیدی پرکھ کا غماز ہے وہیں صوفیاء عظام سے محبت و عقیدت کا اظہار بھی ہے۔ یہ کتاب شاہ لطیف کی سوانح، شخصیت اور ان کی شعری کائنات کے فکر و فن کے تمام پہلوؤں کو مکمل طور پر جاننے، سمجھنے اور پرکھنے میں اہم ہے۔ کتاب میں دیا گیا اشاریہ شاہ لطیف پر تحقیقی و تنقیدی کام کا اظہاریہ ہے۔ اس سے ۲۰۱۰ء تک شاہ لطیف پر ہونے والے کام کی تفصیل سامنے آگئی ہے۔ اس کتاب نے شاہ لطیف پر تحقیقی و تنقیدی کام کرنے والوں کیلئے مواد کی فراہمی کو آسان بنا دیا ہے۔

۹۔ مقالات سلطان باہوؒ (۲۰۱۴ء)

''مقالات سلطان باہو'' ڈاکٹر تونسوی اور ڈاکٹر عاصمہ غلام رسول کی مرتبہ کتاب ہے۔ اسے ادارہ تصنیف و تالیف و ترجمہ گورنمنٹ کالج یونیورسٹی فیصل آباد نے ۲۰۱۴ء میں شائع کیا۔ اس کتاب کا انتساب ''خانوادہ حضرت سلطان باہو کے چشم و چراغ صاحبزادہ سلطان احمد علی کے نام بے پناہ عقیدتوں کے ساتھ'' ہے۔ پیش لفظ کے طور پر ڈاکٹر ذاکر حسین کی مختصر تحریر ہے جس میں کتاب اور حضرت سلطان باہوؒ کی شخصیت و فن پر اظہار خیال کیا گیا ہے۔ ''عجز ہنر'' کے عنوان سے مرتبین کی دو صفحاتی تحریر کتاب کے پس منظر، پیش منظر اور حضرت سلطان باہوؒ کی شخصیت و فن پر اجمالی روشنی ڈالتی ہے۔

اس کتاب میں نامور اہل قلم اور دانشوروں کے ۱۵ تحقیقی و تنقیدی مقالات شامل ہیں ۔ ان میں آٹھ مقالات پنجابی، چھ مقالات اردو اور ایک مقالہ انگریزی زبان کا ہے۔ یہ مضامین و مقالات شعبہ پنجابی گورنمنٹ کالج یونیورسٹی فیصل آباد کے

زیر اہتمام ہونے والے سلطان باہو سیمینار میں پیش کئے گئے تھے۔ مرتبین نے ان تحریروں کو کتابی شکل میں محفوظ کر کے ایک بڑی ادبی خدمت کی ہے۔ کیونکہ یہ کتاب باہو شناسی اور باہو فہمی میں ایک اہم پیش رفت ہے۔ اس کتاب میں ڈاکٹر حمید اللہ ہاشمی، ڈاکٹر نوید شہزاد، ڈاکٹر صغریٰ صدف، ڈاکٹر امجد علی بھٹی، کلیان سنگھ کلیان، ممتاز بلوچ، ثوبیہ اسلماور ڈاکٹر محمد ریاض شاہد جیسے بلند پایہ ادباء کے مقالات پنجابی زبان میں ہیں جو سلطان باہوؒ کا بھرپور مطالعہ پیش کرتے ہیں۔ اسی طرح اس کتاب میں شامل اردو زبان کے مضامین منصور آفاق، ڈاکٹر طارق ہاشمی، ڈاکٹر غلام اکبر، ڈاکٹر فیاض گھیانہ، ڈاکٹر طاہر تونسوی اور ڈاکٹر عاصمہ غلام رسول جیسے زیرک نقادان فن کے ہیں۔ ان مضامین نے عظیم صوفی بزرگ اور شاعر حضرت سلطان باہوؒ کی فکری، فنی اور شخصی جہتوں کو روشن اور منور کر دیا ہے

اردو اور انگریزی کے مضامین جو اس کتاب میں شامل ہیں وہ بھی حضرت سلطان باہو کے تصورات کی مختلف پرتوں کی نقاب کشائی کرتے ہیں۔ حضرت سلطان باہو سلسلہ قادریہ کے نامور بزرگ اور آسمان ولایت کے روشن چراغ ہیں۔ وہ ملتانی، پنجابی، سرائیکی اور فارسی کے قادرالکلام شاعر بھی تھے۔ ان کے عارفانہ کلام اور پیغام انسانیت سے ہر کوئی واقف ہے۔ سلطان باہو کے ابیات اور فکر وفن پر کتاب میں پیش کئے گئے مقالات ایک اہم ماخذ کی حیثیت رکھتے ہیں۔ ان میں سلطان العارفین کی سوانح، خاندانی اور علاقائی پس منظر اور نسبی معلومات تاریخی حوالوں کے ساتھ ادبی منظرنامے کا حصہ بن چکے ہیں۔ اسی طرح ان کے فلسفیانہ تصورات، سماجی شعور، پیام فقر، فطرت نگاری، تصور صلح کل، خودی اور دیگر متصوفانہ افکار نور کی ایک کہکشاں کی طرح روشن ہو گئے ہیں۔ اور اس کتاب نے حضرت سلطان باہو کی شخصیت وفن پر ایک اہم حوالہ جاتی کتاب کا روپ دھار لیا ہے۔

ڈاکٹر ذاکر حسین اس حوالہ سے لکھتے ہیں:

”مجھے امید ہے کہ یہ کتاب باہو شناسی اور باہو فہمی میں معاون ثابت ہو گی اور حضرت سلطان باہوؒ کے فکر وفلسفہ کو عام کرنے میں اہم کردار ادا کرے گی اور یہ دستاویز یونیورسٹی کی تصنیفات و تالیفات کے ساتھ ساتھ تحقیق و تنقید میں بھی اہمیت و افادیت کی حامل ہو گی۔۔۔۔ میرے نزدیک حضرت سلطان باہوؒ کا کلام الہامی نوعیت کا ہے اور اگر صحیح معنوں میں اسے پڑھ لیا جائے اور ان کی تعلیمات پر عمل کیا جائے تو امت مسلمہ کی نجات آسان ہو جائے گی۔“(۱۹)

ڈاکٹر ذاکر حسین کی یہ رائے صائب ہے اور یہ کتاب ایک اہم ادبی سرمایہ ہے۔ یہ کتاب سلطان باہوؒ کے محققین اور قارئین کیلئے بھی اہم ہے اور معاشرتی اصلاح کیلئے بھی ایک اہم سنگ میل ہے۔

اس کے علاوہ ان کی درج ذیل کتب بھی تصوف کے حوالے سے اہم ہیں ''خوشدل'' (لوک ورثہ اسلام آباد ۱۹۹۳، ''خیر شاہ'' (گوراپبلشرز لاہور ۱۹۹۵ء)، ''چراغ اعوان دی ہیر'' (سرائیکی ادبی بورڈ ملتان ۱۹۸۲)، خوشدل: حیاتی تے کلام (سرائیکی ادبی بورڈ ملتان ۲۰۰۲ء)۔ ڈاکٹر طاہر تونسوی کا اپنا ایک مخصوص اسلوب تحقیق ہے جو اُن کی پہچان آسانی سے کرادیتا ہے۔ معتبر حوالے، مضبوط دلائل، بنیادی مصادر و شواہد کا استعمال، جانفشانی، مغز کاری تجزیہ واستدلال، شگفتہ ودلکش انداز، محققانہ دیانتداری، غیر جانبداری، فراخدلی، ناوابستگی، تحقیق و تنقید کی یکجائی ان کے اسلوب تحقیق کے نمایاں خصائص ہیں۔ وہ ایک محتاط اور ذمہ دار محقق ہیں۔ وہ ایک منضبط طریقہ کار کے ذریعے حقائق کی تلاش اور چھان پھٹک کرتے ہیں اور پھر ان کے تجزیے سے نتائج اخذ کرتے ہیں۔ ان کے اسلوب میں ایک خاص طرح کی جاذبیت، تازگی اور کشادگی ہے جو انہیں ایک صاحب طرز ادیب کے مرتبے پر فائز کرتی ہے۔

حوالہ جات

۱۔ شوذب کاظمی، ڈاکٹر، تصوف فریدیات اور ڈاکٹر طاہر تونسوی، (مضمون) مشمولہ ڈاکٹر طاہر تونسوی ایک مطالعہ، مرتبہ شہزاد بیگ، اکائی پبلشرز، فیصل آباد، ۲۰۰۵ء، ص۵۷۵

۲۔ طاہر تونسوی، ڈاکٹر، (پیش لفظ) مطالعہ فرید کے دس سال، از ڈاکٹر طاہر تونسوی، بک مین پبلشرز لاہور، ۲۰۰۱ء، ص۵

۳۔ شوذب کاظمی، ڈاکٹر، تصوف فریدیات اور ڈاکٹر طاہر تونسوی، (مضمون) مشمولہ ڈاکٹر طاہر تونسوی ایک مطالعہ، مرتبہ شہزاد بیگ، ص۵۷۶، ۵۷۷

۴۔ علی عباس جلالپوری، سید، خواجہ فرید کی شاعری، (مضمون) مشمولہ عکس فرید، مرتبہ ڈاکٹر طاہر تونسوی، سرائیکی ادبی بورڈ، ملتان، ۱۹۹۹ء، ص۳۹

۵۔ طاہر تونسوی، ڈاکٹر، نئے جہانوں کی تفہیم کا شاعر۔ خواجہ فرید، (مضمون) مشمولہ، عکس فرید، ص ۲۴۷

۶۔ سلیم اختر، ڈاکٹر، نغمہ صحرا، خواجہ غلام فرید کی کافی، (مضمون) مشمولہ، عکس فرید، ص ۱۳۲

۷۔ شوذب کاظمی، ڈاکٹر، تصوف فریدیات اور ڈاکٹر طاہر تونسوی، (مضمون) مشمولہ ڈاکٹر طاہر تونسوی ایک مطالعہ، مرتبہ شہزاد بیگ، ص ۵۸۳

۸۔ فاروق فیصل، پروفیسر، ڈاکٹر طاہر تونسوی کی تحقیق و تنقید کا تجزیاتی مطالعہ، مقبول اکیڈمی اردو بازار لاہور، ۲۰۱۳ء، ص ۲۰۹

۹۔ احمد سعید ہمدانی، پروفیسر، بحوالہ، پروفیسر فاروق فیصل، ڈاکٹر طاہر تونسوی کی تحقیق و تنقید کا تجزیاتی مطالعہ، ص ۲۱۴، ۲۱۵

۱۰۔ بشیر انور، ڈاکٹر، بحوالہ، پروفیسر فاروق فیصل، ڈاکٹر طاہر تونسوی کی تحقیق و تنقید کا تجزیاتی مطالعہ، ص ۲۱۶

۱۱۔ محمد امین، ڈاکٹر، بحوالہ پروفیسر فاروق فیصل، ڈاکٹر طاہر تونسوی کی تحقیق و تنقید کا تجزیاتی مطالعہ، ص ۲۱۶

۱۲۔ طاہر تونسوی، ڈاکٹر، بحوالہ، محمد حیات چغتائی، فرید صدی کی اہم دستاویز، (دیباچہ) مطالعہ فرید کے دس سال، از ڈاکٹر طاہر تونسوی، بک مین پبلشرز لاہور، ۲۰۰۱ء، ص ۱۰

۱۳۔ سلیم اختر، ڈاکٹر، تخلیق پیمائی کی کوشش، ۲۰۰۱ء میں شائع ہونے والی کتب کا ادبی جائزہ، ماہنامہ ”رابطہ“ کراچی، جنوری ۲۰۰۲ء، ص ۴۷

۱۴۔ فاروق فیصل، پروفیسر، ڈاکٹر طاہر تونسوی کی تحقیق و تنقید کا تجزیاتی مطالعہ، ص ۲۰۱

۱۵۔ محمد اسلم رسول پوری، ڈاکٹر طاہر تونسوی۔ ایک ماہر فریدیات، (مضمون) مشمولہ طاہر شناسی کا نگار خانہ، تلاش و ترتیب، ڈاکٹر ثمینہ ندیم، علم و عرفان پبلشرز لاہور، ۲۰۱۴ء، ص ۸۱

۱۶۔ ایضاً، ص ۸۴

۱۷۔ ایضاً، ص ۸۷

۱۸۔ شمس جعفرانی، (عرض ناشر) مشمولہ آئینہ خانہ شاہ لطیف، محکمہ ثقافت حکومت سندھ، ۲۰۱۰ء

۱۹۔ ذاکر حسین، ڈاکٹر، (پیش لفظ) مقالاتِ سلطان باھوؒ، ادارہ تصنیف و تالیف و ترجمہ، گورنمنٹ کالج یونیورسٹی فیصل آباد، ۲۰۱۴ء، ص ۱۱